13720 ـ وقف كے احكام

سوال

وقف كے مسئلہ ميں اسلامى حكم كيا ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

وقف كى تعريف:

اصل چيز روك كر اس سے حاصل ہونے والا نفع خرچ كرنا وقف كہلاتا ہے.

اصل سے مراد وہ چيز ہے جو بعينہ بچى رہے اور اس كا نفع خرچ كيا جا سكے، مثلا گھر، اور دوكانيں، اور باغات وغيرہ.

اور نفع سے مراد وہ غلہ ہے جو اصل سے حاصل ہو مثلا پھل اور اجرت اور گھروں ميں رہائش وغيرہ كرنا.

وقف كا حكم:

يہ ايسى نيكى ہے جو اسلام ميں مستحب ہے، اس كى دليل صحيح حديث ميں موجود ہے.

صحيحين ميں عمر رضى اللہ تعالى عنہ سے حديث مروى ہے كہ انہوں نے عرض كى اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم مجھے خيبر كا كچھ مال ملا ہے، مجھے اس سے بہتر مال كبھى حاصل نہيں ہوا، آپ اس كے متعلق مجھے كيا حكم ديتے ہيں:

تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اگر تم چاہو تو اس كى اصل روكے ركھو اور اسے صدقہ كر دو، ليكن يہ ہے كہ اس اصل كو نہ تو ہبہ كيا جائے گا، اور نہ وہ وراثت بنے گا"

تو عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے اسے فقراء و مساكين اور رشتہ داروں اور اللہ كے راستے، اور مسافروں اور مہمانوں

کے لیے وقف کر دیا.

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے کہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب آدم کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل رك جاتے ہیں، صرف تین قسم کے عمل جاری رہتے ہیں: صدقہ جاریہ، یا ایسا علم جس سے اس کے بعد نفع بھی حاصل کیا جاتا رہے، یا نیك اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے"

اور جابر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ:

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کوئی بھی وقف کے علاوہ کسی کی بھی قدرت نہیں رکھتے تھے).

قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

(بلند و بالا عمارتیں اور خاص مساجد وقف کرنے میں آئمہ کرام کے مابین کوئی اختلاف نہیں، اس کے علاوہ میں ان کا اختلاف ہے).

وقف کی شرائط:

وقف کرنے کے لیے شرط ہے کہ وہ جائز التصرف ہو، یعنی اس کا تصرف کرنا جائز ہو؛ وہ اس طرح کہ وقف کرنے والا شخص بالغ، آزاد، اور عقلمند و سمجھدار ہو، لھذا بچے، بیوقوف، اور غلام کا وقف صحیح نہیں ہو گا.

وقف دو امور میں سے ایك کے ساتھ ہو گا:

پہلا: وقف پر دلالت کرنے والا قول؛ مثلا وہ یہ کہےکہ: میں نے یہ جگہ وقف کی یا اسے مسجد بنایا.

دوسرا:

انسان کے عرف میں وقف پر دلالت کرنے والا کام: مثلا اس شخص کی طرح جس نے اپنے گھر کو مسجد بنا دیا، اور اس میں لوگوں کو نماز ادا کرنے کی عام اجازت دے دی، یا اس نے اپنی زمین کو قبرستان بنا کر لوگوں کو وہاں دفن کرنے کی اجازت دے دی.

وقف کے الفاظ کی اقسام:

پہلی قسم:

صریح الفاظ:

مثلا وہ یہ کہے کہ: وقفت (وقف کردیا) حبست، (میں نے روک لیا) سبلت (میں نے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا) سمیت (میں نے اللہ کےنام دیا) یہ صریح الفاظ ہیں؛ کیونکہ وقف کے علاوہ کسی معنی کا احتمال نہیں؛ لھذا جب ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی ادا کیا تو اس کے ساتھ کوئی اور معاملہ زیادہ کیے بغیر ہی وقف ہو جائے گا.

دوسری قسم:

کنایہ کے الفاظ:

مثلا وہ یہ کہے: تصدقت (میں نے صدقہ کیا) حرمت (میں نے حرام کیا) ابدت (میں نے ہمیشہ کردیا) یہ کنایہ کے الفاظ ہیں، کیونکہ یہ وقف کے علاوہ دوسرے معنی کا بھی محتمل ہے.

لھذا جب بھی اس نے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بولا تو اس کے ساتھ وقف کی نیت کی شرط لگائی جائے گی، یا اس کے ساتھ کوئی صریح لفظ بولا جائے گا، یا اس کے ساتھ کنایہ کےدوسرے الفاظ میں سے کئی لفظ.

صریح الفاظ کے ساتھ ملا کر بولنے کی مثال یہ ہے کہ مثلا وہ اس طرح کہے:

تصدقت بكذا صدقة موقوفة او محبسة او مسبلة اور مؤبدة (میں نے وقف صدقہ کیا، یا روکا ہوا یا خیرات کیا ہوا، یا ہمیشہ کے لیے)

اور کنایہ کا لفظ وقف کے حکم کے ساتھ ملانے کی مثال یہ ہے کہ وہ اس طرح کہے:

تصدقت بكذا صدقة لا تباع و لا تورث (میں نے ایسا صدقہ کیا جو نہ تو فروخت ہو سکتا ہے اور نہ ہی وراثت بن سکتا ہے).

وقف صحیح ہونے کی شرائط:

اول:

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ وقف کرنے والا تصرف کرنے کا اہل اور مجاز ہو.

دوم:

وقف کی جانے والی چیز ایسی ہو جس کا فائدہ مستقل طور پر اٹھایا جائے، اور اس کی اصل باقی رہے؛ لھذا ایسی چیز وقف کرنی صحیح نہیں جو فائدہ حاصل کرنے کے بعد باقی نہ رہے، مثلا کھانا، اور غلہ وغیرہ

سوم:

وقف کی جانے والی چیز معین ہو؛ لھذا غیرمعین چیز وقف کرنا صحیح نہیں ہو گا، جیسا کہ کوئی یہ کہے:

میں نے اپنے غلاموں اور عمارتوں میں سے کوئی غلام اور گھر وقف کیا.

چہارم:

وقف نیکی پر ہو؛ کیونکہ وقف کا مقصد اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنا ہے؛ مثلا مساجد اور عمارتیں، اور رہائش گاہیں، اور کنویں اور نل وغیرہ، علمی کتب، مشکیں، لھذا نیکی کے علاوہ کسی اور کام کے لیے وقف کرنا صحیح نہیں؛ مثلا کفار کی عبادت گاہوں کے لیے وقف کرنا، اور ملحدوں زندیق اور بے دین لوگوں کی کتابیں، اور درباروں کی روشنی یا اسے تعمیر کرنے کے لیے وقف کرنا، اور کیونکہ یہ سب کچھ معصیت و شرك اور کفر میں معاونت ہے.

پنجم:

وقف کے صحیح ہونے میں شرط ہے کہ اگر معین چیز ہو تو اس معین چیز کی ملکیت کا ثبوت ہونا شرط ہے، کیونکہ وقف ملکیت ہوتی ہے، لھذا جو مالك ہی نہیں اس پر وقف صحیح نہیں، مثلا میت اور جانور.

ششم:

وقف صحیح ہونے میں شرط یہ ہے کہ: وقف پورا ہو، لھذا معلق اور مؤقت وقف کرنا جائز نہیں، لیکن اگر کوئی اپنی موت کے ساتھ وقف معلق کرتا ہے تو یہ جائز ہو گا.

مثلا وہ یہ کہے: جب میں مر جاؤں تو میرا گھر فقراء پر وقف ہے.

اس کی دلیل ابو داود کی مندرجہ ذیل حدیث ہے:

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے وصیت کی کہ اگر انہیں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو ان کی سمغ نامی زمین صدقہ ہے.

اور یہ مشہور ہو گیا اور کسی نے بھی اس پر انکار نہیں کیا، تو یہ اجماع تھا، اور موت پر معلق وقف مال کے ثلث میں

سے ہونا چاہیے، کیونکہ یہ وصیت کے حکم میں ہو گا.

اور وقف کے احکام میں یہ شامل ہے کہ: وقف کرنے والے کی شرط کے مطابق اس وقف میں کام کرنا واجب ہے، لیکن اگر شریعت کے مخالف ہو تو پھر نہیں، بلکہ اسے نیکی کے کام میں صرف کیا جائے گا، اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مسلمان اپنی شروط پر قائم رہتے ہیں، لیکن ایسی شرط جوحرام کو حلال ، یا حلال کو حرام کر دے" (یعنی اس پر عمل نہیں ہو گا)

اور اس لیے بھی کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے وقف کیا اور اس کے لیے شرط بھی رکھی، اور اگر اس کی شرط پر عمل کرنا واجب نہ ہوتو اس میں کوئی فائدہ ہی نہیں، اور اگر اس میں اس نے مقدار یا مستحقین میں سے کسی کو کسی ایك یا سب پر مقدم رکھنے کی شرط رکھی، یا مستحق میں کسی وصف کے معتبر ہونے کی شرط لگائی، یا کسی وصف کے نہ ہونے کی شرط لگائی، یا وقف پر نگرانی کی شرط رکھی، یا اس کے علاوہ تو جب تك وہ شرط کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو اس شرط پر عمل کیا جائے گا.

اور اگر وہ کوئی شرط نہ رکھے تو پھر مالدار اور فقیر مرد و عورت، سب وقف کی گئی چیز میں برابر ہونگے.

اور جب وقف کرنے والا وقف کے نگران کی تعیین نہ کرے، یا اس نے کسی شخص کو متعین کیا اور مر گیا، تو معین ہونے کی صورت میں نگرانی ہو گی، اور اگر وقف کسی ادارے وغیرہ پر ہو یعنی مساجد یا ان کے لیے وقف ہو جن کا شمار ممکن نہ ہو مثلا مساکین، تو پھر نگرانی حاکم وقت خود کرے گا، یا جسے وہ مقرر کرے.

نگران کو اللہ تعالی کا ڈر اور تقوی اختیار کرتے ہوئے وقف کی نگرانی اچھے اور احسن انداز میں کرنی چاہیے کیونکہ یہ اس کے ذمہ امانت ہے.

اور جب وہ اپنی اولاد پر وقف کرے تو اس کے مستحقات میں مرد و عورت سب برابر ہونگے، کیونکہ یہ ان سب میں مشترکہ ہے، اور شراکت کا اطلاق استحقاق میں برابری کا متقاضی ہے؛ جیسا کہ اگر اس نے ان کے لیے کوئی چیز مقرر کردی تو وہ ان کے مابین برابر ہو گی؛ تو اسی طرح جب اس نے ان پر کوئی چیز وقف کی، پھر اس کی صلبی اولاد کے بعد وقف ان کے بیٹوں کی اولاد پوتے پوتیوں میں منتقل ہو جائے گا، نہ کہ بیٹی کی اولاد میں، کیونکہ وہ تو کسی اور آدمی کی اولاد میں سے ہیں، لھذا تواپنے باپ کی طرف منسوب ہونگے، اور اس لیے بھی کہ وہ مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی کے تحت نہیں:

فرمان باری تعالی ہے:

اللہ تعالی تمہیں تمہاری اولاد کے بارہ میں وصیت کرتا ہے.

اور کچھ علماء کرام ایسے بھی ہیں جو انہیں لفظ اولاد میں شامل کرنے کی رائے رکھتے ہیں؛ کیونکہ بیٹیاں بھی اولاد ہیں، تو اس طرح طرح اولاد کی اولاد اس کی حقیقی اولاد ہے. واللہ تعالی اعلم

اور اگر وہ یہ کہے: میرے بیٹوں پر وقف ہے، یا فلاں کے بیٹوں پر، وقف کو ان کے صرف مردوں کے خاص کر دیا؛ کیونکہ لفظ بنین حقیقتا اسی کے وضع کیا گیا ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

کیا اس کی بیٹیاں ہیں اور تمہارے لیے بیٹے.

لیکن یہ ہے کہ جن کے لیے وقف کیا گیا ہے اگر وہ قبیلہ ہو؛ مثلا بنو ہاشم، اور بنو تمیم، تو اس میں عورتیں بھی داخل ہونگی؛ کیونکہ قبیلے کا نام مردو عورت دونوں کو شامل ہے.

لیکن اگر اس نے جماعت، اور گروہ جن کا شمار ممکن ہو کے لیے وقف کیا؛ تو انہیں عام رکھنا، اور ان میں برابری قائم کرنا واجب ہے، اور اگر ان کا شمار ناممکن ہو مثلا بنو ہاشم، ار بنو تمیم؛ تو پھر انہیں عام رکھنا واجب نہیں؛ کیونکہ یہ ناممکن ہے، اور ان کے بعض افراد پر ہی اقتصار کرنا، اور کچھ کو دوسروں پر فضیلت دینا جائز ہے.

اور وقف ایسی چیز ہے جوان معاہدوں میں سے ہے جو صرق قول سے ہی لازم ہو جاتا ہے، جس کا فسخ کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

" اس کی فروخت نہیں کی جائے، اور نہ ہبہ ہو گی اور نہ ہی وراثت بنے گی ".

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: اہل علم کے ہاں اس حدیث پر عمل ہے.

لھذا اس کا فسخ اور ختم کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے، اور نہ ہی فروخت کیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی آپس میں اسے منتقل کیا جا سکتا ہے، لیکن اگر اس کا فائدہ مکمل طور پر تعطل کا شکار ہو جائے، مثلا گھر منہدم ہو گیا، اور وقف کی آمدن سے اسے تعمیر کرنا ناممکن ہو، یا زرعی زمین خراب ہو جائے، اور بے آباد ہو جائے، جسے وادی کے کناروں کے ساتھ آباد کرنا بھی ناممکن ہو، یا وقف کی آمدن میں بھی اتنا کچھ نہ ہو جو اسے آباد کر سکے، تو اس حالت میں ہو جانے والا وقف فروخت کر دیا جائے گا، اور اس کی قیمت اسی طرح کے وقف میں صرف کی جائے گی؛ کیونکہ یہ وقف کرنے والے کے مقصد کے زیادہ قریب ہے، اور اگرمکمل اس جیسے کا حصول ناممکن ہو، تو پھر اس سے ملتے جلتے میں صرف کر دیا جائے؛ اور اس کے بدلے میں دوسری چیز صرف خریدنے سے ہی وقف بن جائے گی.

اور اگر وقف مسجد ہو تو وہ اسی جگہ میں معطل رہے گی، مثلا کہ اگر وہ محلہ خراب ہو گیا اور منہدم ہو گیا، تو پھر وہ فروخت کر کے کسی دوسری مسجد میں اس کی قیمت صرف کر دی جائے گی.

اور اگر کسی مسجد کے لیے وقف ہو، اور اس کی آمدن مسجد کی ضروریات سے زیادہ ہو تو اس آمدن کو دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز ہے؛ کیونکہ اس سے فائدہ اسی جنس میں لیا جارہا ہے جس میں وہ وقف کیا گیا تھا، اور مسجد کے لیے وقف کردہ چیز کی مسجد کی ضروریات سے زیادہ آمدن کو مساکین پر صدقہ کرنا جائز ہے.

اور جب کسی معین پر وقف کیا جائےمثلا یہ کہے کہ: یہ زید پر وقف ہے، اسے اس میں سے ہر برس ایك سو ادا کیا جائے، اور وقف کی آمدن میں اسقدر ہو بھی؛ تو زائد کے انتظار کی تعیین ہو جائے گی.

شیخ تقی الدین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

(اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی آمدن اور غلہ ہمیشہ زیادہ ہوتا ہو؛ تو اسے صرف کرنا واجب ہے؛ کیونکہ اسے باقی رکھنا اس کے خراب اور ضائع ہونے کا باعث ہے).

اور جب مسجد پر وقف کیا گیا ہو تو وہ خراب اور ضائع ہو جائے، اور وقف سے مسجد پر کچھ صرف کرنا مشکل ہو تو اس طرح کی مسجد میں صرف کر دیا جائے گا .